

شعور

مرزا مسلم حسین

فاطمہ منزل، فلیٹ نمبر 301، امرت نگر، درگاہ روڈ، ضلع تھانے۔ 400612 (مبئی)

میں تیز ہو، لیکن محض حروف شناسی کے سہارے انسان زندگی کے ہر نشیب و فراز پر خود کو متوازن اور کامیاب ثابت نہیں کر سکتا۔“

میں نانا جان کی باتیں ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیتا۔

ایک روز عجیب واقعہ پیش آیا۔ اُس روز میں ایک جھونپڑے نما ہوٹل کے باہر کھڑا مٹھائی کھا رہا تھا۔ بھی کہیں سے ایک بڑا سا بندر آ گیا اور اُس ہوٹل سے تین چار قدم کے فاصلے پر رُک کر اندر ناشتہ پانی کر رہے لوگوں کو کچھ اس انداز سے تنکنے لگا، جیسے کہنا چاہ رہا ہو، ”دیکھو لوگو! میں کسی کو کوئی نقصان پہنچانے نہیں آیا ہوں، بلکہ ہوٹل کے مالک سے کچھ مانگنے آیا ہوں۔ پھر بھی اگر مجھ سے کسی کو ڈر بھے لگ رہا ہو، تو پلیز وہ ہوٹل سے باہر نکل آئے، تاکہ میں اندر جاسکوں۔ مجھے ہوٹل کے مالک سے ضروری کام ہے۔“

جو لوگ ناشتہ پانی سے فارغ ہو کر بے کار بیٹھے ادھر ادھر کی باتوں میں مشغول تھے، بندر کو دیکھ کر خوف زدہ ہو گئے اور دُک کر باہر آ گئے۔

میں بھی اُس جنگلی جانور سے ڈر کر ہوٹل کے رُخ سے ذرا دور ہٹ گیا تھا۔

پھر ہوا یہ کہ بندر ہوٹل میں داخل ہونے کے بعد ایک جگہ سلیقے سے بیٹھ گیا اور تھال میں سجا کر رکھی رنگ

میں بچپن میں بہت شرارتی تھا۔ میری نازیبا حرکتوں سے گھر والوں کے علاوہ گاؤں کے لوگ بھی پریشان رہتے تھے۔ نانا جان مجھے اکثر سمجھاتے تھے کہ تم ضرورت سے زیادہ شرارت کرتے ہو۔ ہر کوئی ”تم سے پریشان رہتا ہے۔ کیا یہ سب تم کو اچھا لگتا ہے؟... کچھ بھی کرنے سے پہلے سوچو اور اپنے طور طریقے میں حُسن شعور پیدا کرو۔ ورنہ لوگ تمہیں شیطان کہیں گے۔“

”لیکن ابھی تو میں بہت چھوٹا ہوں نانا جان۔ جب میں بڑا ہو جاؤں گا تو شعور خود بخود آ جائے گا مجھ میں۔“ میں یہ بات بول کر نانا جان کو خاموش کرنے کی کوشش کرتا تو وہ خفا ہو کر کہتے، ”بحث مت کرو میاں، اور نہ زیادہ دودھ پینا بچہ بننے کی کوشش کرو۔ سنسکار کا دامن ہر عمر اور ہر حالت میں تھامے رہنا چاہیے۔ اس میں بچپن، جوانی اور ضعیفی کوئی مسئلہ نہیں۔ دل و دماغ کی تربیت خود بھی کرنی پڑتی ہے۔ تمہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ فہم و ادراک اور اُصول و ضوابط سے بے پروا ہو کر جینے والا انسان جانور سے بھی کمتر ہوتا ہے۔ کیوں کہ چرند و پرند بھی اپنے کچھ اصول و ضوابط کی بنیاد پر زندگی بسر کرتے ہیں۔

جب تب کھیل کود اور خُرافات میں وقت برباد کرنا کیا اچھی بات ہے؟.... دیکھو تم اتنے بھی بچے نہیں ہو کہ اچھائی بُرائی کو نہیں سمجھ سکتے۔ ہم نے مانا کہ تم پڑھنے لکھنے

مظاہرہ کرتے ہوئے ہوٹل پر باضابطہ طور سے قابض ہو جاتا اور خوب من مانی کرتا، لیکن یہ کیا؟.... انسانوں کو سنسکار یعنی طور طریقہ سکھانے سمجھانے کے لیے لاکھوں رشی مہنی اور پیر پیغمبر آئے، لیکن اُس بندر کو تو کسی نے سنسکار نہیں سکھایا ہوگا۔ پھر اس نے سنسکار کہاں سے سیکھا؟“

میں سوچ میں پڑ گیا اور نانا جان کی باتیں یاد آنے لگیں۔

گھر پہنچ کر میں نے نانا جان کو سارا واقعہ تفصیل سے بتایا۔ پھر ان سے پوچھا، ”اُس بندر نے سنسکار کہاں سے سیکھا ہوگا؟“

”کسی سے نہیں۔“ نانا جان کا بے حد مختصر جواب۔

انہوں نے کچھ سوچ کر مزید کہا، ”یہ تو اپنی اپنی سوجھ بوجھ اور سلیقے کی بات ہے، جسے کوئی بھی ذی شعور اپنے مزاج میں شامل کر کے دوسروں سے بہتر بن سکتا ہے۔“

اس واقعے نے میرے ذہن و دل پر گہرے اثرات مرتب کئے تھے۔ میں نے تہیہ کیا کہ جان بوجھ کر اب کبھی کوئی ایسی ویسی حرکت نہیں کروں گا، جس سے لوگ پریشان ہو کر مجھے بیڈ بوائے کہیں۔

میرے عادات و اطوار میں خوش گوار تبدیلی دیکھ کر ایک روز نانا جان میرے سر پر دستِ شفقت پھیرتے ہوئے بولے، ”ماشاء اللہ، اب تم کتنے باشعور ہو گئے ہو۔ سلامت رہو میرے نواسے۔“

”ایک بندر میں سمجھداری اور سلیقہ ہو سکتا ہے، جب کہ میں تو خیر انسان ہوں اور انسان تمام مخلوقات سے افضل ہے۔“ میری باتیں سن کر نانا جان مجھے پھر دعاؤں سے نوازنے لگے۔ جبکہ میں قلبی طمانیت سے سرشار ہو رہا تھا۔

〇〇

برنگی مٹھائیوں کو، تو کبھی دکاندار کو باری باری دیکھنے لگا۔ اس دوران ہوٹل کے آس پاس اچھی خاصی بھیڑ جمع ہو گئی تھی۔ اُس میں کچھ شرارتی بچے بھی تھے، جو بندر کی طرف کنکڑی اُچھال کر اُسے پریشان کر رہے تھے۔ ان خرافات میں میں بھی شامل تھا۔

جب ہم بچوں کی شرارت کی انتہا ہو گئی، تب بندر نے ہماری طرف پلٹ کچھ اس طرح دیکھا، جیسے ہمیں وارننگ کر رہا ہو، ”اے بچو! کیوں مجھے تنگ کرتے ہو۔ جاؤ اپنا کام کرو۔“

بندر ہمیں گھڑکی دینے کے بعد ہوٹل کے مالک کو سوالیہ نظروں سے تکتے لگا۔ پھر ہوا یہ کہ دکاندار بندر کا منشا بخوبی سمجھ گیا۔ اُس نے کچھ مٹھائی اور جلیبی وغیرہ ایک پلیٹ میں پروس کر چپ چاپ بندر کے آگے رکھ دیا۔ اس پر بندر دکاندار کو ممنون نظروں سے دیکھنے لگا۔ پھر اپنی بھوک مٹانے میں مشغول ہو گیا۔

ساری پلیٹ صفا چٹ کر لینے کے بعد بندر نے ذرا آگے بڑھ کر نمک والے ڈبے کی طرف اشارہ کیا۔ اس پر دکاندار نے تھوڑا نمک اُس کے سامنے رکھ دیا۔ بندر نمک کو ہتھیلی پر رکھ کر ہاضمے کی دوا کے طور پر چاٹنے لگا۔ پھر اس نے بھرپور نظروں سے دکاندار کی طرف دیکھتے ہوئے اظہارِ تشکر کیا اور ہوٹل سے باہر نکل گیا۔ اس دوران اُس نے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا اور تیزی سے جنگل کی طرف بڑھ گیا۔

میں اُس نٹ کھٹ منکی میں ایسی سوجھ بوجھ اور شائستگی دیکھ حیران رہ گیا۔ وہ جنگلی جانور تھا، اور بھی بندر۔ چاہتا تو اپنی بھوک مٹانے کے لئے حیوانیت کا بھرپور